(۴۵)

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے متعلق فرائض اور واجبات

(فرمودہ ۲۵ ؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج بہت سے دوست جلسہ میں شمولیت کے ارادہ سے قادیان میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور بہت سے اور دوست شام یا کل آنے والے ہیں جو ابھی آنے والے ہیں اُن تک تو میں اپنا پیغام نہیں پہنچا سکتا لیکن جو آچکے ہیں انہیں ان کے فرائض اور واجبات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو اس جلسہ میں شمولیت کرنے والوں پر خدا اور اس کے مأموروں کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔ قادیان کا یہ جلسہ اپنے اندر میلہ کا رنگ نہیں رکھتا کہ دوست یہاں جمع ہو کر خرید و فروخت کریں، نہ یہ اجتماعی تفرّج [1] یا دلچسپی کیلئے کیا جاتا ہے کہ لوگ اس میں شامل ہو کر اپنے دل کی خوشی کے سامان مہیا کریں بلکہ ان دنوں قادیان میں جمع ہونے کی غرض صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے معبودِ حقیقی اور ہمارے خالق نے اس زمانہ کے لوگوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے اور دنیا میں مختلف اقسام کے فتنے اور فساد دیکھ کر آواز دی ہے اُن صادق الوعد لوگوں کو جو ایمان میں سچے اور وعدوں میں پکے ہیں اُن کو بلایا ہے کہ اس کے دین کی ترقی اور اس کے نام پر علوّ کیلئے اس مقام پر جمع ہو کر تدابیر اور تجاویز کریں۔ پس جس طرح نازک وقت پر انسان کا دل فضولیات اور لغویات کی طرف متوجہ

نہیں ہوسکتا اسی طرح اس موقع پر بھی ہر قسم کی لغویات سے پرہیز لازمی ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس جلسہ کی کیفیت عام جلسوں یا میلوں کی نہیں ہوسکتی۔ میلوں میں لوگ اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ خوشیاں منائیں مگر ہم یہاں اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ اسلام کیلئے اپنے درد کا اظہار کریں۔ ہمارے اجتماع کی غرض فریاد اور گریہ وزاری ہے پس قلب کی اس حالت میں اگر یہ سچی ہو اور ہم منافق اور بہانے بنانے والے نہ ہوں تو ان دنوں ہمیں ہر قسم کی فضولیات اور لغویات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ کی زندگی کا ہر واقعہ دوسرے سے بڑھ کر ہے اور ہر واقعہ ایسے انسان کی نگاہ کو جس کے دل میں محبت اور عشق کی چنگاری ہو اپنی طرف کھینچنے کیلئے کافی ہے مگر ان تمام نوادر، سوانح اور واقعات میں سے جو آپؐ کو اپنی زندگی میں پیش آئے میرے مذاق کے مطابق لطیف تر اور جاذب تر واقعہ حنین کا ہے اور زیادہ روحانیت کو بڑھانے والا ہے۔ اُس وقت بعض حدیث العہد اور نئے مسلمان ہونے والوں کی کمزوری اور بعض کفار کی خود پسندی اور خودی کی وجہ سے جو صرف اظہارِ شان کی غرض سے مسلمانوں سے مل گئے تھے اسلامی لشکر پر ایک سخت ابتلاء آیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی تعداد کفار سے زیادہ تھی مگر پھر بھی تمام اسلامی فوج تتر بتر ہوگئی اور رسول کریم ﷺ صرف ۱۲ صحابہ کے ساتھ چار ہزار تیر اندازوں کے نرغہ میں گھر گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اور بعض دوسرے صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ اب ٹھہرنے کا وقت نہیں گھوڑے کی باگ پھیریں اور واپس چلیں تا اسلامی فوج کو دوبارہ جمع کر کے حملہ کیا جائے مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے نبی میدانِ جنگ سے پیٹھ نہیں موڑا کرتے اور گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور اُسے ایڑ لگا کر اور بھی آگے بڑھایا اور کفار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ

اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ [۲]

یعنی میں خدا کا نبی ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں اور میری اِس طاقت اور جرأت کو دیکھ کر کہ میں چار ہزار تیر اندازوں کے نرغہ میں ہونے کے باوجود آگے ہی بڑھتا جا رہا ہوں غلطی سے یہ خیال نہ کرنا کہ مجھ میں خدائی صفات ہیں مَیں وہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے حضرت عباسؓ کو جو آپ کے چچا بھی تھے مخاطب کر کے فرمایا آپ کی آواز اونچی ہے زور سے آواز دیں کہ اے انصار! خدا کا

رسول تم کو بلاتا ہے۔ اُس وقت رسول کریم ﷺ نے صرف انصار کو آواز دی۔ اِس میں کئی حکمتیں تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ اس شکست کی وجہ مکہ کے بعض لوگ تھے اور چونکہ مہاجرین کے اہل وطن نے کمزوری اور غداری دکھائی اس لئے اس رنگ میں آپ نے لطیف طور پر ان کو زجر کی اور صرف انصار کو آواز دی چنانچہ آپ نے فرمایا عباس انصار کو آواز دو۔ اور جس وقت حضرت عباس نے بلند آواز سے یہ فقرہ دہرایا کہ اے انصار! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے اُس وقت اسلامی لشکر کی یہ حالت تھی کہ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہمارے قبضوں سے نکلے جارہے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ مکہ اور مدینہ سے ورے یہ نہیں رُکیں گے۔ میدان سے بھاگنا مسلمان جانتے ہی نہ تھے اور ان کی غیرتیں یہ برداشت ہی نہیں کرسکتی تھیں کہ ان کی سواریاں ان کو بھگا لے جائیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم سارا زور انہیں روکنے کیلئے لگا رہے تھے مگر کامیاب نہ ہوسکتے تھے۔ ہر بھاگنے والا گھوڑا دوسرے کو اور بھگاتا تھا اور ہر بھاگنے والا سپاہی دوسروں کو اور پراگندہ کرتا تھا۔ وہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم بالکل بے بس ہوگئے اور سمجھتے تھے کہ میدان میں واپس آنا ہماری طاقت سے باہر ہے کہ اتنے میں حضرت عباسؓ کی گونجنے والی آواز آئی کہ اے انصار! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے جسے سنتے ہی یوں معلوم ہوا کہ گویا ہم پر بجلی گر گئی ہے، حشر کا دن ہے اور صورِ اسرافیل پھونکا جارہا ہے۔ ہمیں دنیا وَمَا فِیْھَا کا کوئی ہوش نہ تھا صرف ایک ہی آواز تھی جو ہمارے کانوں میں گونج رہی تھی اور وہ عباسؓ کی آواز تھی ہم نے گھوڑوں کو موڑنے کی آخری کوشش کی جو مُڑ گئے مُڑ گئے اور جو نہ مُڑے ہم نے تلواریں نکال کر اُن کی گردنیں اڑا دیں اور پیدل دوڑ پڑے اور لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! لَبَّیْکَ کہتے ہوئے آناً فاناً آپ کے گرد جمع ہوگئے [۳]۔

یہ حالتِ اخلاص اور اس طرح رسول کریم ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے کا واقعہ میں نہیں جانتا لوگوں کے قلوب پر کیا اثر کرتا ہو مگر میرے پر یہ اثر ہوتا ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ تیرہ صدیاں اس پر گزر چکی ہیں جب بھی یہ واقعہ میرے سامنے آتا ہے میری روح لبیک کہتی ہوئی رسول کریم ﷺ کی طرف جاتی ہے اور میں ہمیشہ اِس واقعہ کو حشر کے میدان سے تشبیہہ دیا کرتا ہوں۔

آج بھی خدا تعالیٰ کی آواز محمد ﷺ میں سے ہوتی ہوئی خدا کے مأموروں اور آخری زمانہ

کے مصلح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بلند ہوئی اور کہہ رہی ہے کہ اے احمدیو! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے اور آپ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی اور اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمع ہو گئے۔ پس ان کیفیات کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھیں کہ آپ کو یہ ایام کس تقویٰ، کس محبت وعشق سے گزارنے چاہئیں۔ بظاہر ان ایام میں ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھتے نظر آتے ہیں لیکن دراصل خدا تعالیٰ نے ایک ہاتھ بڑھایا ہے جو ہمیں بلا رہا ہے اور ہماری نگاہیں اس کی طرف ہیں پس اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو اور ان ایام کو بیکاری اور آوارگی، سُستی وغفلت میں نہ گزارو بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے، ذکرِ الٰہی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سننے میں گزارو۔ ذرا سوچو تو سہی کہ کون ایسا محبت وعشق کا دعویٰ کرنے والا ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا رسول اسے آواز دے تو وہ راستہ میں کھڑا ہو کر بندروں کا تماشہ دیکھنے لگے۔ یہ دن حشر کے ایام سے مشابہہ ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں اپنے دودھ پینے والے بچہ کو بھی بھلا دے گی۔ آج اپنی ضرورتوں، رشتہ داروں، دوستوں، اپنے کاموں، اپنے جذبات اور احساسات کو بھی بھول جاؤ تمہارے کانوں میں ایک ہی آواز گونجے اور وہ خدا تعالیٰ کی آواز ہو اور تمہارا فرض ہے کہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھو۔ ہم میں سے کتنے ہوں گے جو کہتے ہوں گے کاش! ہم محمد ﷺ کے زمانہ میں ہوتے اور اس شمع کے گرد پروانوں کی طرح جل کر راکھ ہو جاتے۔ پھر کتنے ہوں گے جن کے دل میں یہ حسرت ہوگی کہ کاش! ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پاتے اور خدا تعالیٰ کے اس مأمور، آخری مصلح، رسول کریم ﷺ کے بروز، مظہر اور خلیفہ کے اِرد گرد اپنے نفوس اور اپنے اموال قربان کر دیتے۔ ایسے تمام لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے بندے کبھی مرا نہیں کرتے بلکہ وہ ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔ دنیا میں لوگ مرتے آئے ہیں اور سب مرتے جائیں گے مگر رسول کریم ﷺ دائمی زندگی پانے والے انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حیّ ہونے کی چادر آپ پر ڈال دی ہے اور آپ کو کوئی نہیں مار سکتا۔ اسی طرح سب دنیا مرتی ہے اور مرتی جائے گی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کی چادر انہیں اوڑھا دی ہے اور اب کوئی انہیں نہیں مار سکتا پس یہ مت خیال کرو کہ تم کس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابی بن سکتے ہو اور کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مل سکتے ہو۔

اگر آج تمہاری روحیں ان کے آستانہ پر گر جائیں اور ان کے روحانی وجود کی طرف بڑھیں تو تم آج بھی وہی رُتبے حاصل کر سکتے ہو جو تم سے پہلوں نے حاصل کئے۔ ضرورت صرف تقویٰ، اخلاص اور ایثار کی ہے۔ تم ہرگز ہرگز یہ خیال مت کرو کہ جو کچھ پہلوں کو ملا وہ تم کو نہیں مل سکتا صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے اندر اصلاح پیدا کرو تقویٰ اور خشیت اللہ پیدا کرو۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک سچا عاشق اپنے معشوق کے پیارے سے محبت نہ کرے اور اس کے قریب نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تم کسی کے ملازم ہو اور تمہارے آقا کا بچہ تمہیں جنگل میں اکیلا ملے اور تم اسے وہیں چھوڑ کر چلے آؤ۔ پھر یہ خیال کرو کہ اگر تقویٰ اور خشیت سے تم اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے اندر پیدا کرلو اور اس کے محبوب بن جاؤ تو اس کا کامل عبد محمد ﷺ کس طرح تم سے الگ ہوسکتا ہے یقیناً جو محمد ﷺ کا ہو خدا تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے اسی طرح جو خدا تعالیٰ کا ہو جائے محمد رسول اللہ ﷺ خود بخود اس کے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہو جائے خدا تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے اور جو خدا کا ہو جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے ہو جاتے ہیں۔ پس اگر جسمانی طور پر محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے جُدا ہو جائیں تو ہمارا خدا تو ہم سے جُدا نہیں تم اگر خدا کے ہو جاؤ تو محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بخود تمہارے ہو جائیں گے۔

پس اے بعد میں آنے والو! گھبراؤ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ترقیات کے رستے تمہارے لئے بند نہیں کئے۔ ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ احادیث پڑھتے وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کرتا تھا کہ کیا خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے محمد ﷺ کی زبان مبارک سے کلمات سُنے اور لوگوں تک پہنچائے۔ یہ حسرت میرے دل میں بڑھتی گئی یہاں تک کہ ایک شب خواب میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا بخاری لاؤ اور اس میں سے ایک حدیث خود مجھے پڑھائی اور پھر فرمایا کہ اب یہ براہ راست تم لوگوں کو ہماری طرف سے سنا سکتے ہو۔

پس اگر حقیقی محبت پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ پر کیا مشکل ہے کہ محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روحانی طور پر تم سے ملا دے اور اس طرح ان کے صحابہؓ میں داخل کر دے لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ تم خودی اور خود پسندی، سُستی، غفلت اور دین سے بے اعتنائی ترک کر دو۔ اس لئے جو لوگ روحانی طور پر ترقی کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ جہاں تک ہو سکے جلسہ

کی کارروائی کو دیکھیں اور دوسرے اوقات بھی باہم واقفیت بڑھانے اور محبت واخوت پیدا کرنے میں صَرف کریں اور ذکرِ الٰہی بہت کریں کیونکہ یہ دن میلے کے نہیں بلکہ خصوصیت سے خشیتِ الٰہی کے ہیں۔ یہ تین دن اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کردو جو شخص تین دن بھی خدا کیلئے وقف نہیں کرسکتا اس سے یہ کس طرح امید کی جاسکتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ساری عمر کیلئے اسے بلائے تو وہ لبیک کہے گا۔

پس اِن ایام میں یہ عہد کرلو کہ انہیں تقویٰ اور خشیت کے حصول کی کوشش، ذکرِ الٰہی اور دینی باتیں سننے اور اخوت ومحبت کے بڑھانے میں صَرف کرو گے اور ان ایام کو آوارہ پھرنے، دُکانوں پر گپیں ہانکنے، بازاروں میں فضول باتیں کرنے اور فساد و جھگڑے میں ضائع نہیں کرو گے۔ جو دوست ابھی نہیں آئے جو آئے ہوئے ہیں وہ اُن تک بھی میرا یہ پیغام پہنچادیں تا وہ بھی زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کرسکیں۔

اس کے بعد میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں لیکن اس لئے نہیں کہ یہاں کے کام کرنے والوں کیلئے سہولت پیدا ہو بلکہ آپ لوگوں کے فائدہ کیلئے اور وہ یہ ہے کہ اتنے بڑے ہجوم میں غلطیاں بھی ہوجاتی ہیں دوستوں کو چاہئے کہ پیار اور محبت سے کام لیں اور یہ خیال کرلیں کہ جتنی تکلیف انہیں پہنچے گی اتنا ہی ثواب انہیں حاصل ہوگا۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ذمہ وار افسروں کو توجہ نہ دلائیں اس کے تو یہ معنے ہوں گے کہ نقص دور نہیں ہوسکے گا اور انتظامات میں اصلاح نہ ہوسکے گی۔ نقص کی افسروں تک اطلاع ضرور پہنچائیں لیکن اپنے دلوں میں ملال نہ پیدا ہونے دیں۔ جہاں غفلت اور سُستی کا دور کرانا ایک سچے اور مخلص مؤمن کا فرض ہے وہاں اس کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنی اصلاح کا بھی خیال رکھے اور اس کا طریق یہی ہے کہ دل میں میل نہ آنے دے بلکہ خیال کرے کہ یہ تکلیف بھی میرے لئے ثواب کا موجب ہوگی۔ اس کی شکایت شکایت کیلئے نہیں بلکہ اس لئے ہو کہ نقص دور ہو کر سلسلہ کے کاموں میں ترقی ہو۔

کام کرنے والوں سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تین بلکہ چار پانچ دن خاص ہیں جن میں وہ برکتیں حاصل کرسکتے ہیں۔ سینکڑوں راتیں ان پر ایسی آئی ہوں گی کہ وہ غفلت کی نیند سوئے ہوں گے اور کئی ایسی بھی آئی ہوں گی کہ صبح اُٹھ کر فجر کی نماز مشکل سے ادا کی اور سورج نکل آیا وہ غفلت کی راتیں ایک تاریک چادر بن کر ان کے گرد چھا گئیں اور قُربِ الٰہی کے حصول میں رکاوٹ

بن گئیں۔ اب اگر وہ چار پانچ راتیں ہوشیاری اور بیداری میں صرف کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ظلمت کی چادر پھٹ سکتی ہے اور ایسا نور پیدا ہوسکتا ہے جو ان کو روحانی رستہ دکھانے میں مدد دے سکتا ہے۔

پس یہ مت خیال کرو کہ تم خدمت کرتے ہو یہ خدا تعالیٰ کا تم پر فضل ہے کہ وہ ان مہمانوں کو یہاں لایا اور تم کو خدمت کا موقع دیا۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم لوگوں کی خدمت کرتے ہو تو تم مشرک، منافق اور جاہل ہو۔ یہ ان لوگوں کی خدمت نہیں بلکہ اُس خدا کی خدمت ہے جس نے یہ دن مقرر کئے ہیں اور جس نے اپنے دین کے اعلاء کیلئے اپنے بندوں کو یہاں جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ جب آقا کے گھر میں مہمان آیا ہؤا ہو تو اس کے آگے کھانا رکھنے والا خادم یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے مہمان کی خدمت کی ہے وہ مہمان کی نہیں بلکہ اپنے آقا کی خدمت کرتا ہے۔ پس آنے والے خدا کے مہمان اور تم خدا کے خادم ہو اگر تم اِن مہمانوں کی خدمت کرتے ہو تو ان پر کوئی احسان نہیں کرتے۔ یاد رکھو کہ یہ خدا کے مہمان ہیں ان کی ذرا سی دل شِکنی اور ہتک خدا تعالیٰ کی دل شِکنی اور ہتک ہے۔

پس ہوشیار ہو جاؤ کہ تم عظیم الشان امتحان میں بٹھائے گئے ہو اور آئندہ آنے والے چار پانچ دن فیصلہ کریں گے کہ تم کامیاب ہوتے ہو یا نہیں۔ دنیا کے امتحانوں میں کامیاب ہونے والے لوگ انعامات حاصل کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے پیش کردہ سوالوں میں کامیابی حاصل کرکے جو انعامات حاصل ہوسکتے ہیں بندہ ان کا اندازہ بھی نہیں کرسکتا اور ناکامی کی صورت میں جو سزا ملتی ہے دُنیوی امتحانوں میں ناکامی کی سزا اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوتی۔ پس کوشش کرو اور دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی اور باہر سے آنے والوں کو بھی امتحان میں کامیاب کرے۔ ہم سب کمزور ہیں ایک ہمارا خدا ہی ہے جو سب نقائص سے پاک ہے۔ آؤ ہم اس کے سامنے جھک جائیں اور اس سے عاجزانہ درخواست کریں کہ اے خدائے قدوس! اپنے عاجز بندوں پر نظر کر، ہمیں پاک کر اور اس امتحان میں کامیاب کر کہ ناکامی کی سزا کی برداشت کی طاقت ہم میں نہیں اور تیرے انعام سے ہم کبھی مستغنی نہیں ہوسکتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ دوست بعد میں آنے والوں کو میری یہ نصیحت پہنچادیں گے کہ ان اوقات کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت خرچ کریں

کیونکہ جو نیک بات دوسرے تک پہنچاتا ہے وہ دوہرے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جب سننے والا اس پر عمل کرتا ہے تو اسے تیسرا ثواب ملتا ہے۔ ہمارے ربّ نے ثواب کی راہیں ہمارے لئے آسان کر دی ہیں بشرطیکہ سمجھنے والا سمجھے اور دیکھنے والا دیکھے۔

(الفضل ۱۶؍ جنوری ۱۹۳۷ء)

۱؎ **تفرّج:** سیر، تماشا، تفریح

۲؎ **مسلم کتاب الجهاد باب غزوة حنين**

۳؎ **سيرت ابن هشام** جلد۴ صفحہ ۸۷ مطبوعہ مصر ۱۹۳۶ء